پوپ اور قیصر سے طاقتور:

"مذہب اور حکومت کے رہنما اور گورنر کی حیثیت سے پوپ اور قیصر کی دو شخصیتیں حضرت محمد (ﷺ) کے ایک وجود میں جمع تھیں۔ آپ (ﷺ) پوپ تھے مگر پوپ کی ظاہر داریوں سے پاک، آپ (ﷺ) قیصر سے تھے مگر قیصر کے جاہ وحشم سے بے نیاز۔ اگر دنیا میں کسی کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ اس نے باقاعدہ فوج کے بغیر محل شاہی کے بغیر اور لگان کی وصولی کے بغیر، صرف خدا کے نام پر دنیا میں امن وانتظام قائم رکھا تو وہ صرف حضرت محمد (ﷺ) ہیں۔ آپ (ﷺ) کو اس ساز وسامان کے بغیر ہی سب کی سب طاقتیں حاصل تھیں۔" [مشہور عیسائی مؤرخ، ریورنڈ باسورتھ سمتھ]

انسانی ترقی کے رہنما: "میں پیغمبر اسلام (ﷺ) کی عزت واحترام میں نہایت ہی مسرت سے اپنے مسلمان احباب کے ساتھ شریک ہوتا ہوں۔ آپ (ﷺ) نے انسانی ترقی کے لیے جس قدر کوششیں فرمائیں، وہ بالکل غیر فانی ہیں۔ ان کوششوں کے باعث دنیا میں ہمیشہ تک آپ (ﷺ) کی احسان مندر ہے گی۔" [پروفیسر روچی رام، ممبر پنجاب کونسل]

دنیا کے بہت بڑے محسن: "محمد (ﷺ) کے سوانح حیات سب کے لیے نمونہ ہیں اور ان کی تعلیمات سے ہر دھرم اور قوم کے لوگ خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ محمد (ﷺ) صاحب نے اخوت اور مساوات کی بے بہا تعلیم دے کر دنیا پر ایک بہت زبردست احسان کیا ہے۔ انہوں نے دوسرے دھرم کے لوگوں کے ساتھ رواداری برتنے کی تعلیم بھی دی ہے اور اسلام کی اشاعت کا اصلی سبب اس کی یہی پر اوصاف تعلیم اور اس کی بانی (ﷺ) کی پاک صاف اور قابل تقلید زندگی ہے۔" [سوامی بھوانی دیال سنیاسی]

سچی زبان کی تاثیر والے: "محمد (ﷺ) کی سچائی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ (ﷺ) کی زبان میں اثر تھا کہ آپ کے صرف ایک زبانی حکم سے عرب میں شراب خوری تو کیا اور کتنے ہی افعالِ بد ایک قلیل مدت میں بالکل ہی نیست ونابود ہو گئے۔ مجھے یہ کہنے میں کچھ باک نہیں کہ بیشک محمد (ﷺ) ایک سچے پیغمبر تھے۔ سچے محمد (ﷺ) کے متعلق اس سے پہلے میرے دل میں جس قدر بدگمانیاں تھیں میں روح محمد (ﷺ) سے ان کی معافی چاہتا ہوں۔ اور بلا مبالغہ اور علی الاعلان کہتا ہوں کہ آج دنیا میں ایک شخص کی بھی یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ حضرت محمد (ﷺ) کے کیرکٹر پر ایک سیاہ دھبہ بھی لگا سکے۔" [ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع کورگ، مسٹر بی۔ ایس، کشالپہ بی۔ اے ڈی۔ ای، لندن]

[بشکریہ: حکمت بالغہ، نومبر 2015ء]

اخوت اسلامی: قسط (31)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل طبقہ

عبدالرحیم روزی

اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم   امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے تشریف لاکر حجۃ الوادع میں شریک ہوئے۔ اور احرام میں اپنی نیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کے ساتھ مشروط رکھا۔ حجۃ الوداع کی تفصیلات وجزئیات حضرت جعفر صادق اپنے والد گرامی قدر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہوئے آگے بیان کرتے ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی (عرنہ) میں خطبہ ارشاد فرمایا، جس کا آغاز "إن دماء کم وأموالکم حرام علیکم" سے شروع ہوکر "اللھم اشھد" پر اختتام ہوتا ہے۔ پھر آگے تفصیل ووضاحت کے ساتھ حج کے بقیہ اعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور اختتام حدیث طواف افاضہ کے روز آب زم زم کے متعلق اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ختم ہوتا ہے "انزعوا بنی عبد المطلب ! فلو لا أن یغلبکم الناس علی سقایتکم لنزعت معکم" [صحیح مسلم کتاب الحج ح:۱۴۷] حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کی مشروط نیت کرنا واضح دلیل ہے کہ اتباع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ رضی اللہ عنہ خوب حریص تھے۔ حتی الامکان کوشش کرتے تھے کہ اس بارے میں سرمو انحراف نہ کیا جائے۔ فرضی اللہ عنه وأرضاه! اور یہی رمز مسلمانی ہے۔

غدیر خم کا خطبہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام مؤمنین کے دوست: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوماً فینا خطیباً بماء یُدعی خُمّاً بین مکة والمدینة فحمد الله وأثنی علیه ووعظ وذکر ثم قال: أما بعد، ألا أیها الناس! فإنما أنا بشر یوشک أن یأتی رسول ربی فأجیب۔ وأنا تارک فیکم ثقلین أولهما کتاب الله فیه الهدیٰ والنور فخذوا بکتاب الله واستمسکوا به" فحث علیٰ کتاب الله ورغب فیه۔ ثم قال: وأهل بیتی، أذکرکم الله فی أهل بیتی، أذکرکم الله فی أهل بیتی، أذکرکم الله فی أهل بیتی"

فقال له حصین: ومن أهل بیته یا زید؟ ألیس نساءه من أهل بیته؟ قال: نساءه من أهل بیته، ولکن أهل بیته من حرم الصدقة بعده۔ قال: ومن هم؟ قال: هم آل علی، وآل عقیل، وآل جعفر، وآل عباس۔ کل هؤلاء حرم

الصدقة؟قال نعم"[صحیح مسلم فضائل الصحابہ باب فضائل علی ﷺ] "رسول اللہ ﷺ ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان خم نامی پانی پر خطبہ دینے کھڑے ہو گئے۔آپ نے اللہ کی حمد اور ثنا بیان کی،وعظ ونصیحت کی،پھر فرمایا:اس کے بعد لوگو!میں آدمی ہوں،قریب ہے کہ میرے رب کا ایلچی آجائے اور میں قبول کروں۔میں تم میں دو بھاری چیز چھوڑنے والا ہوں: پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت ونور ہے،پس کتاب اللہ کو تھام لو،اسے پکڑے رکھو!پس آپ نے کتاب اللہ کی ترغیب دی،پھر فرمایا"اور میرے اہل بیت"(تین بار)ان(زید)سے حصین نے پوچھا آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟کیا آپ ﷺ کی بیبیاں اہل بیت میں سے نہیں؟کہا:ہیں؛لیکن اہل بیت وہ سب ہیں جن پر صدقہ حرام ہوا۔پوچھا:وہ کون ہیں؟کہا:آل علی،آل عقیل،اور آل عباس۔پوچھا ان تمام پر صدقہ حرام ہوا؟کہا:ہاں"

بظاہر یہ خطبہ حجۃ الوادع سے واپسی کے موقع پر دیا گیا تھا؛مگر اس کی وضاحت یہاں نہیں۔اور سب سے صحیح حدیث یہی ہے۔زیدؓ نے آل حمزہ،آل حارث اور آل طالب کا بھی تذکرہ نہیں کیا۔

دیگر احادیث کے مطابق حجۃ الوداع سے مدینہ واپسی پر جب آپ ﷺ جحفہ سے دومیل پر واقع غدیر خُم پہنچے تو ایک خطبے میں حضرت علی ﷺ کی خصوصیت اور شان کا ذکر کیا۔حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:"لما نزل رسول الله ﷺ بغدير خم أخذ بيد علي فقال:ألستم تعلمون أني أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟قالوا:بلى قال"اللهم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم والِ من والاه وعاد من عاداه"فلقيه عمر بعد ذلك فقال له:هنيئا يا ابن أبي طالب!أصبحت وأمسيت مولى لكل مؤمن ومؤمنة"[مسند أحمد]

حدیث ہذا پر نقد وتبصرہ: محدث شام ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں:"اس حدیث میں مرفوع حصہ صحیح ہے۔جسے ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔"یعنی"اللهم وال من والاه تا مَن عاداه"اسے نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے۔یہ مضمون حضرت بریدہؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ سے بھی مروی ہے۔

اس واقعہ کے اسباب میں مورخ اور سیرت نگار ابن اسحاق سنداً بیان کرتے ہیں کہ یزید بن طلحہ نے کہا(خلاصہ:) حضرت علیؓ یمن سے حج کے لیے آئے تو آپؓ کے نائب نے حضرت علیؓ کے کپڑوں میں سے ایک ایک جوڑا سب لوگوں کو پہنا یا۔حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو سب سے اتروا لیے۔ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کر دی۔حضرت ابوسعید الخدریؓ کا بیان ہے:"لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت علیؓ کی شکایت کر دی۔

ابوسعید کا بیان ہے:"لوگوں نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:"تم لوگ

علیؓ کی شکایت مت کرو، وہ اللہ کی ذات کے بارے میں کھرے اور شکایت سے بالاتر ہیں۔ [سیرت ابن ھشام ۴ ص ۲۰۳]

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: "بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علیؓ کی شکایت کی تھی۔ جب آپؓ یمن میں تھے اور آپ نے بعض تصرفات کیے تھے۔ جن میں آپؓ حق بجانب تھے؛ مگر بعض ہمراہ مسلمانوں کے فہم سے بالاتر ہو گیا تھا۔ جن میں حضرت بریدہؓ وغیرہ شامل تھے۔ [البدایۃ والنہایۃ ۴ ص ۴۱۴]

صحابہ کرامؓ نے اپنے خیال میں امر بالمعروف نہی عن المنکر اور بروقت احتساب کے پرخلوص جذبے کے ساتھ صورت حال بیان کی تھی۔ حضرت علیؓ نے بھی اسی لیے ان کے خلاف کوئی بات دل میں رکھی نہ زبان پر لائی کہ تم لوگوں نے رپورٹ کر دی، لیکن میرا بال بیکا نہیں ہوا۔ (بلکہ اسی پس منظر میں آپؓ کے بعض فضائل اجاگر ہوئے۔)

ابن کثیر لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۸ ذی الحجہ بروز یکشنبہ کو یہ خطبہ دیا۔ جس میں حضرت علیؓ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا، عدل وامانت کو سراہا اور آپ کی ذات سے ان کا جو تعلق تھا بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریر سے بعض لوگوں کے دلوں میں جو غبار تھا وہ دُھل گیا۔ ابن کثیر مزید لکھتے ہیں کہ اس واقعہ میں بھی رطب و یابس قسم کی باتیں جمع ہیں، جیسا کہ بہت سے محدثین ومورخین کا قاعدہ ہے کہ ایک سلسلہ کی جو بھی روایات ملتی ہیں، وہ سب بغیر چھان بین کے نقل کر دیتے ہیں۔" [المرتضیٰ ص ۸۷ بحوالہ البدایۃ و النہایۃ] امام ابن کثیر نے اس ضابطہ کے تحت مندرجہ بالا تقاریر کے بعد کافی مرویات پر بحث وتمحیص کر کے ان کی اسنادی حیثیت بیان کی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان "أنا أولى بالمؤمنين من أنفسهم" اس آیت کی طرف اشارہ ہے: {النبيُّ أولى بالمؤمنينَ من أنفسِهم} [الاحزاب] کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤمنین پر اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔ یہاں پر اولویت کا اطلاق ہے اور کسی شے کے ساتھ مقید نہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام امتیوں کے لیے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری اور خوب تیمارداری: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پُراصرار حکم سے ابوبکرؓ کئی روز تک نمازیں باجماعت پڑھاتے رہے۔ اور تمام صحابہ آپؓ کی اقتدا کرتے رہے۔ اس دوران حضرت علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیمارداری میں مصروف رہے۔ صبح کو لوگ پوچھتے تھے: **يا أبا الحسن! كيف أصبح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال: "أصبح بحمد الله بارئا"** "اے ابوالحسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس حال میں صبح کی؟ فرماتے: الحمد للہ اچھی حالت میں صبح کی۔" [بخاری مغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

صبر وتحمل: جب نبی ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ؓ نے صبر وتحمل اور رضا بتقدیر الٰہی کا اعلیٰ مظاہرہ کیا۔ سچی مسلمانی کا عملی ثبوت پیش کرتے ہوئے اور دیگر مسلمانوں کے لیے اعلیٰ نمونہ بنتے ہوئے جزع فزع کا کوئی مظاہرہ نہ کیا۔ بلکہ غسل دیتے ہوئے فرمایا: "بأمي أنت وأمي يارسول الله! لقد انقطعَ بموتِک ما لمْ ينقطعْ بموتِ غيرِک مِن النبوةِ والأنباءِ وأخبارِ السماءِ۔ خصصتَ حتى صرتَ مسليًا عمَن سواک، وعممتَ حتى صار الناسُ فيک سواءً، ولولا أمرتَنا بالصبرِ ونهيتَنا عن الجزعِ لأنفذنا عليک ماءَ الشئونِ، ولكانَ الداءُ مُماطِلاً والكمدُ محالِفاً" "اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کے رحلت فرمانے سے نبوت، الٰہی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ منقطع ہو گیا، جو کسی اور کے انتقال سے قطع نہیں ہوا تھا۔ اس مصیبت میں آپ خاص ہوئے یہاں تک آپ کا غم دوسرے غموں کے لیے تسلی ہوا۔ اور عام ہوئے کہ سارے لوگ اس میں برابر کے شریک ہوئے۔ اگر آپ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور نالہ وفریاد سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے اور یہ دردمنت پذیرِ درماں نہ ہوتا۔ یہ غم وحزن ساتھ نہ چھوڑتا، اور گریہ وبکا اور اندوہ وحزن بھی آپ کی مصیبت کے مقابلہ میں کم ہوتا......" [نهج البلاغة خطبه ۲۳۲]

سید ابوالحسن ندویؒ کے الفاظ ہیں: "رسول اللہ ﷺ کی جدائی کا غم آپ کے اہل بیت خاندان ہاشمی خصوصاً حضرت سیدہ فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما پر سب سے زیادہ تھا۔ یہ قانونِ قدرت اور فطرتِ سلیمہ کا تقاضا تھا، پھر رشتہ کا قرب، دل کی نرمی اور گداز، احساسات کی نزاکت اور محبت کا وفور مستزاد، لیکن انہوں نے اس جاں گداز حادثہ کو خداداد قوتِ ایمانی اور تسلیم ورضا کے اس جذبہ سے جو تربیت نبوی کا فیض اور ان کا خاندانی شعار تھا' برداشت کیا۔

اہل بیتِ نبوت نے نبی ﷺ کے غسل وتکفین کی خدمات انجام دیں، لیکن ان تمام محبتوں اور اس تعلق کے باوجود جس کی مثال نہیں ملتی، آپ پر کوئی نوحہ کناں نہ ہوا۔" [المرتضى ص ۹۲]

اس صدمے میں اہل بیت اور جان نثارانِ رسول ﷺ بالخصوص مہاجرین دوچار تھے کہ بذریعہ عویم بن ساعدہ ؓ اور معن بن عدی ؓ خبر مسجد نبوی میں پہنچی کہ انصار ؓ خلافت وامارت کے موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے کہا:

"اے ابوبکر! اگر فتنہ کا دروازہ آج اللہ نے آپ کے ذریعے بند نہ کیا تو یہ کبھی بند نہیں ہوگا۔"

چنانچہ ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم انصار کی مجلس میں پہنچے، تو حالت کشیدہ تھی۔ اور خطباء یکے بعد دیگرے کھڑے ہو کر اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے۔ اس ہنگامہ خیز موقع پر ابوبکر ؓ نے مدلل اور نپے تلے الفاظ میں خطبہ دیا۔ جس سے انصار